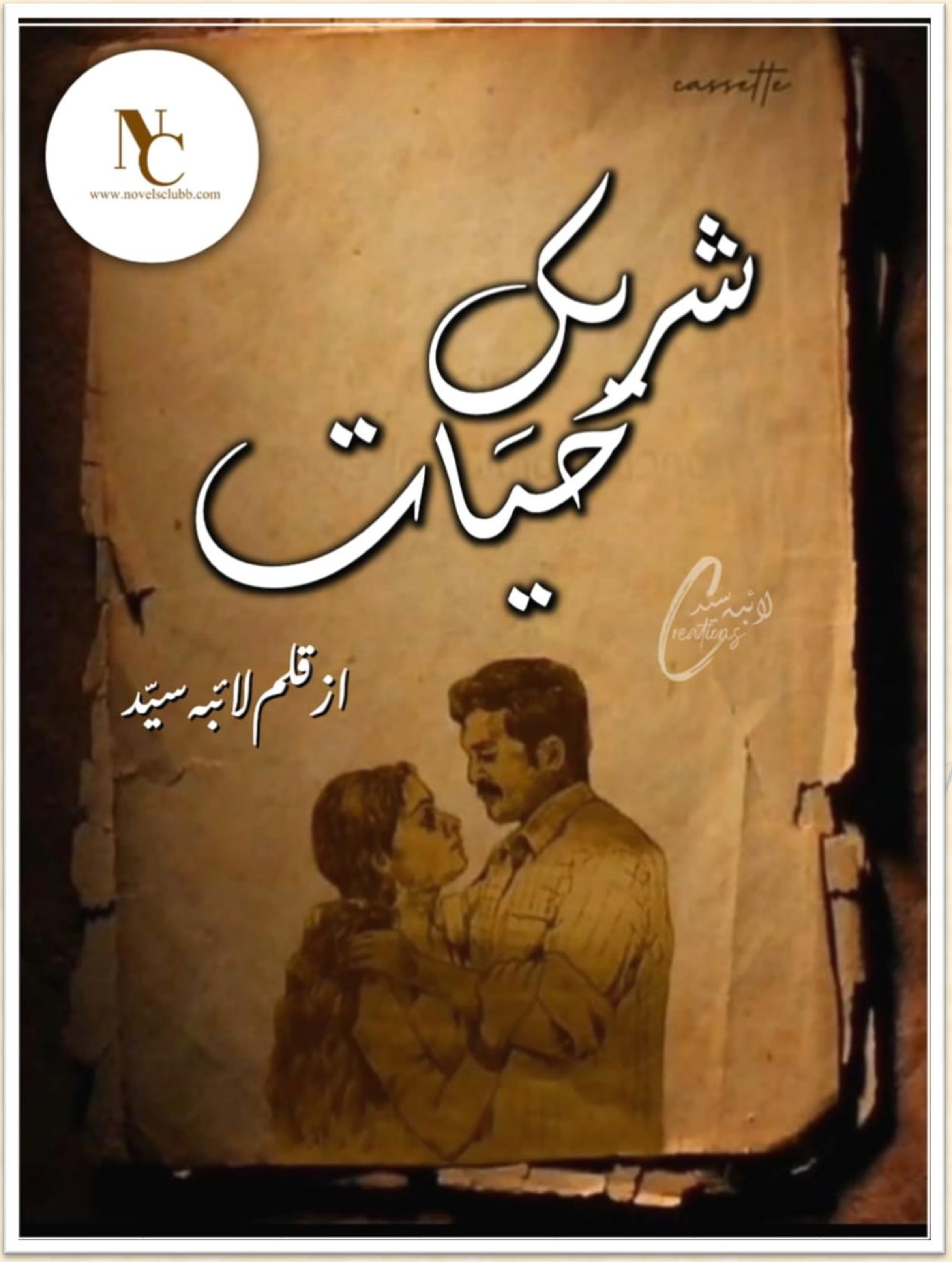
www.novelsclubb.com
cassette
شریک حیات
از قلم لائبہ سیّد

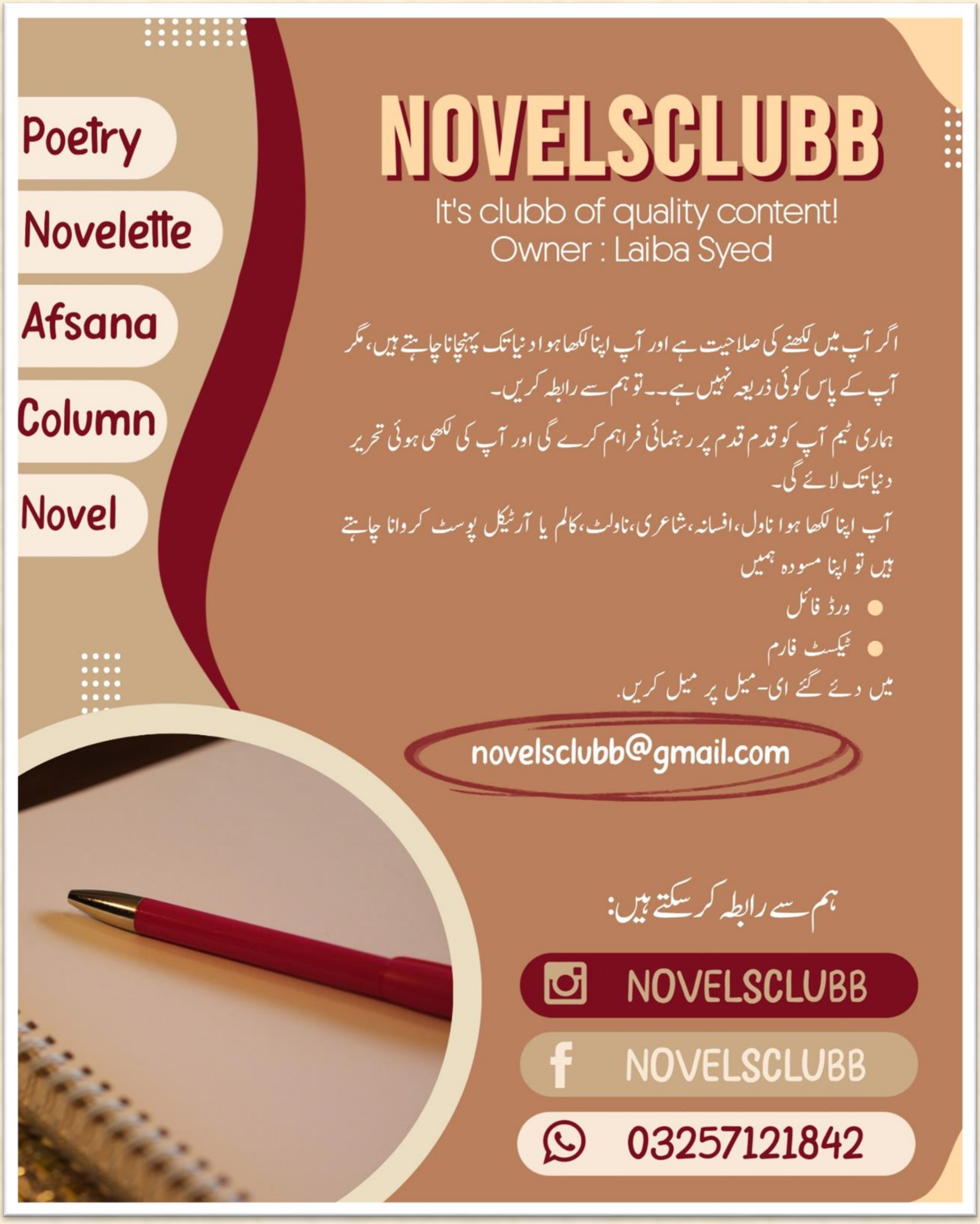

Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

شریکِ حیات

از قلم

لائبہ سید

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

افسانہ "شریکِ حیات" کے تمام جملہ حق لکھاری "لائبہ سید" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

کیونکہ شریکِ حیات وہی ہوتا ہے جو شریکِ غم بھی ہو
اور خوشیوں کی وجہ بھی!

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

آغاز:

اکیس سال کی اس دوشیزہ کو پڑھائی سے عشق تھا۔پڑھ لکھ کر وہ ایک نوکری کرنا چاہتی تھی، کوئی بھی نوکری جس سے اسے عزت اور پیسہ ملتا،اس نے غربت نہیں دیکھی تھی مگر خود کے پیسے کی آزادی بھی نہیں دیکھی تھی۔کچھ بھی چاہیے ہوتا تھا تو پہلے ماں کے پاس سفارش جاتی، ہفتہ پورا تو ماں کو منانے میں گزر جاتا، پھر ماں سفارش لے کر باپ کے پاس جاتی اور وہ مصلہ بچھا کر بیٹھ جاتی کہ ابا مان جائے۔ابا کبھی مان جاتا کبھی ماں کو ڈپٹ دیتا۔اب ایک بیچارہ کسان کہاں سے رسالوں کے خرچے پورے کرتا۔مگر پھر بھی اس نے بی اے تک تعلیم حاصل کی تھی۔ابا تو سخت خلاف تھا،ایک تو گاؤں سے اتنی دور شہر جا کر پڑھنا دوسرا اتنا خرچا۔مگر اکلوتی بیٹی تھی اور وہ بھی فرمانبردار اور نیک،تو مان گیا۔مگر جب نوکری کی بات آئی تو "اب میں بیٹی کی کمائی کھاوں گا؟بے غیرت سمجھا ہے مجھے؟" کہہ کر ماں کو ڈپٹ دیا اور دیکھتے دیکھتے اس کے تایازاد سے اس کی شادی ہو گئی۔بہتیرا روئی، چیخی مگر ماں کی نہ پہلے سنی گئی تھی نہ اب سنی جانی تھی۔خوش شکل سا اٹھائیس سالہ محمد باقر اس کے تایا کا اکلوتا بیٹا تھا۔محنتی شریف، آج

تک اس کا کوئی "نوجوانی کا قصہ "کانوں میں نہ پڑا تھا۔ماں باپ کا فرمانبردار۔تایا نے آٹھویں میں ہی سکول سے اٹھوا لیا یہ کہہ کر کہ اتنی زمین ہے، جانور ہیں، انہیں کون سنبھالے گا، تب سے وہ خاندان میں "محمد باقر آٹھویں فیل "کے نام سے جانا جاتا تھا۔۔عائشہ ندیم کو رہ رہ کر اپنی قسمت پر رونا آرہا تھا۔ایک بی اے پاس اور آٹھویں فیل کا بھی کوئی جوڑ ہوتا ہے کیا؟ وہ کیسے اس کے ساتھ رہے گی؟ کیسے اسے اپنی بات سمجھائے گی؟ وہ تو تنگ نظر ہو گا، جاہل ہو گا۔

"تو کون ساڈ گریوں والا خصم (شوہر) چاہتی ہے بتادے مجھے؟" مسلسل اعتراض پر ماں ڈپٹ کر بولی، انہیں وسوسوں میں گھری وہ پیا گھر سدھار گئی۔ باپ نے دل کھول کر جہیز دیا تھا، اس کی کزنیں اب تک کوئی چار بار اس کا میک اپ کر چکی تھیں، مگر وہ تو شاید آنکھوں سے سیلاب لانا چاہتی تھی، اب بھی باقر کے کمرے میں آنے کا وقت ہوا تو اس کے کزن پھرتی سے اس کے منہ پر برش پھیرنے لگی، ادھر وہ پاؤڈر سیٹ کرتی اگلے ہی پل عائشہ رو کر اسے بگاڑ دیتی۔

"دفعہ ہو، باقر خود ہی کرے گا اب سیٹ تمہیں۔" وردہ اس کی پھپھی زاد اسے کوستی چلی گئی۔

کچھ پل بعد باقر کمرے میں داخل ہوا۔ کلین شیو چہرے پر گھنی مونچھیں، جھجک زدہ تاثرات چہرے پر سجائے وہ اس کے پاس بیٹھ گیا۔

"السلام علیکم!" وہ بولا تو عائشہ پھر سے رونے لگی، اب کی بار انداز میں ڈر اور جھجک بھی تھی۔ بے شک وہ دونوں کزن تھے مگر ان میں کوئی بے تکلفی نہ تھی۔

"تم رو کیوں رہی ہو؟ چچا کا گھر پاس ہی تو ہے۔" وہ اس کے رونے پر بوکھلا کر اس کا ہاتھ تھام کر تسلی دینے والے انداز میں بولا۔ سرخ کامدار لہنگا جس کی کرتی کے ہالف سلیوز سے چھلکتے سڈول بازوؤں پر لگی مہندی عجیب بہار دکھا رہی تھی۔

"روٹی کھائی ہے تم نے؟" باقر بات بڑھانے کو بولا تو اس نے سر نفی میں ہلایا

"اچھا تم کپڑے بدل لو میں روٹی لے کر آتا ہوں۔" وہ کلہ اتار کر ٹیبل کر رکھتا باہر نکل گیا، کچھ دیر بعد نمودار ہوا تو ہاتھ میں ایک کھجور کی بنی چنگیر تھی جس میں روٹیاں تھیں اور ساتھ سالن کا ڈونگا تھا۔

"چلو کھاؤ۔" وہ لباس بدل چکی تھی، اس وقت میرون رنگ کے ایک لان کے جوڑے میں ملبوس تھی، باقر نگاہ چرا کر بولا۔

"میری کٹوری؟" ایک ہی کٹوری میں سالن دیکھ کر وہ سوالیہ انداز میں بولی۔

"وہ وردہ کہہ رہی تھی کہ ایک میں ہی کھاؤ، اکٹھا کھانے سے پیار بڑھتا ہے۔" وہ شرما کر بولا تو نجانے کیوں عائشہ کو ہنسی آگئی۔

کچھ دیر بعد وہ برتن رکھنے گیا اور چائے کے دو کپ لے آیا مگر عائشہ تب تک بیٹھی بیٹھی سو گئی تھی اور باقر نے اسے اٹھانا مناسب نہ سمجھا، دھیرے دھیرے چلتا وہ اپنی سائیڈ آیا اور زیرو کا بلب آن کر تا لیٹ گیا، پاس ہی لیٹا وہ وجود اس کی توجہ بری طرح کھینچ رہا تھا۔ بچپن سے آج تک سنی گئی شادی سے متعلق باتیں، کچھ دیر پہلے دوستوں کی کی گئی سرگوشیاں اور بڑے مردوں کی معنی خیز نظریں۔۔ وہ سب بھلائے عائشہ کا تکیہ اس طرح سیدھا کر رہا تھا کہ وہ اٹھ نہ جائے۔

اس کی آنکھ تقریباً رات کے تین بجے کھلی تھی، باقر کو ساتھ سویا دیکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی، وہ رات اس کے آنے سے پہلے سو گئی تھی، نجانے وہ اٹھنے کر کیسا سلوک کرتا، وہ سب

سوچتی ایک دفعہ پھر رونے لگی۔اس کا سسرالی گھر بھی گاؤں کے روایتی گھروں کی طرح تھا۔ ایک بڑا سا صحن اور ارد گرد کمرے اور ایک اجتماعی باتھ روم۔ باقر کے کانوں میں اس کے رونے کی آواز پڑی تو اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا ہے عائشہ؟" وہ اس کا کندھا تھام کر پریشانی سے بولا، جبکہ وہ مزید تیزی سے رونے لگی۔اب وہ اسے کیسے سمجھاتی کہ وہ باہر جانا چاہتی ہے مگر صحن میں سوئے سارے مہمان اس کے باہر آنے کے ہی منتظر ہیں۔

"بتاؤ نا کیا ہوا ہے؟ کیوں رو رہی ہو؟" وہ چادر خود پر سے اتارتا اٹھ کر اس کی طرف آیا، انداز بوکھلاہٹ لیے تھا۔

"مجھے۔مجھے باہر جانا ہے۔۔واشروم جانا ہے مجھے۔" وہ چہرہ ہاتھوں میں چھپائے بری طرح رو دی، کچھ شرم کچھ ڈر سے۔

"تو جاؤ نہ، تم نے دیکھا ہی ہے پہلے بھی یہ گھر کون سا نئی ہو۔۔" وہ ہنس کر بولا

"وہ۔۔وہ وردہ نے کہا تھا کہ وہ فجر سے پہلے آئے گی میری مدد کرنے۔۔" وہ ہاتھوں کو مڑورتے حجاب زدہ لہجے میں بولی

"کیسی مدد؟ ولیمہ تو ظہر کے بعد ہے۔" وہ ابھی بھی نا سمجھی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"نہیں۔۔۔وہ۔۔وہ غسل کے لئے۔اس نے کہا تھا وہ آئے گی۔۔" سرخ چہرہ لئے اپنی بات مکمل کرتے وہ رخ مکمل موڑ گئی۔باقر کو اب اس کی بات سمجھ آئی تھی۔

"کیا تمہیں غسل کی ضرورت ہے؟" وہ اس کا رخ اپنی طرف کرتا بولا۔عائشہ کا سر مزید جھک گیا۔

"نن۔نہیں مگر سب کیا کہیں گے؟؟" وہ اس کی آنکھوں کے نرم تاثر سے نظریں چرا کر بولی۔

"آؤ میں لے چلتا ہوں تمہیں واشروم۔تمہیں کسی کو کچھ بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر اسے اٹھانے لگا۔ہونق بنی عائشہ اسے روکنا چاہتی تھی مگر وہ عجلت میں تھا۔ صحن میں خواتین تھیں جبکہ مرد کچھ ڈیرے پر تھے اور کچھ چھت پر۔گھر دو منزلہ تھا، نیچے تین کمرے تھے جبکہ اوپر والے پورشن میں بھی دو کمرے تھے مگر وہ ابھی پلستر نہیں ہوئے تھے۔منہ ہاتھ دھونے کے بعد وہ اس کی معیت میں چلتی واپس کمرے تک آ گئی، اور اب وہ سوچ رہی تھی کہ کیا کرے۔

"کیا ہوا؟ سو جاؤ۔" جبکہ باقر دوبارہ لیٹ چکا تھا۔

"نہیں میں وضو کر آئی ہوں، اب نماز پڑھوں گی۔" وہ سر جھکائے ہلکی سی آواز میں بولی تو باقر سر ہلا گیا۔ عائشہ نے نماز پڑھی اور تسبیحات کرنے لگی، تسبیح کرتے کرتے ہی وہ جائے نماز پر ہی صوفے کی ٹیک لگائے سو گئی، دوبارہ اس کی آنکھ کسی کے دروازہ ناک کرنے پر کھلی۔ وہ چونک کر سیدھی ہوئی جبکہ باقر بھی اٹھ گیا تھا۔ شرم اور ڈر پھر سے اسے کے چہرے پر چھا گیا۔ باقر نے اسے ایک نظر دیکھا اور آگے بڑھ کر مسلسل بجتا دروازہ کھولا، سامنے وردہ تھی۔ باقر کو دیکھ کر معنی خیزی سے مسکرائی اور کمرے میں جھانکنے لگی۔

"عائشہ کو اٹھانے آئی تھی میں۔" وہ جائے نماز پر بیٹھی عائشہ کو دیکھ کر بولی۔

"اٹھ گئی ہے وہ وردہ باجی اور نماز بھی پڑھ لی ہے میری بیوی نے، آپ بھی جاؤ اور کوئی اللہ اللہ کرو۔" وہ اس کے منہ پر دروازہ بند کر گیا۔

"عائشہ میری ایک بات اپنے پلے سے باندھ لینا، اس کمرے کی بات اس کمرے میں ہی رکھنا، ہماری بات باہر نہ جائے، ورنہ شیطان تاک لگائے بیٹھا ہے۔" وہ اس کے سامنے کھڑا اس کا ہاتھ تھام کر بولا

"آپ بے فکر رہیں۔۔" وہ سر جھکائے نرم سی آواز میں بولی تو باقر نے آگے بڑھ کر اس کی پیشانی چوم لی۔ جبکہ وہ کچھ جھجک اور کچھ شرم سے پیچھے کو سرکی، گلابی گال مزید سرخ ہو گئے جبکہ گالوں سے تپش الگ نکلنے لگی، باقر یونہی جھکا چند پل اس کی رقص کرتی پلکوں کو دیکھتا رہا پھر اس کا وہ سرخ تپش زدہ گال چوم گیا۔

"نماز پڑھنے جا رہا ہوں میں۔" وہ اس کا سر سینے سے لگتا دیکھ ہنس کر بولا اور کمرے سے نکل گیا۔ عورتیں شاید اس کے نکلنے کا انتظار ہی کر رہی تھیں، فوراً کمرے میں گھسیں جبکہ عائشہ ابھی بھی اس لمحے کے سحر میں قید تھی۔

اس کے کزن، دوست، چچا سبھی معنی خیزی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

"اور سناؤ پھر کیسا رہا؟" ایک دوست بے تکلفی سے اس کے شانے پر بازو رکھتا بولا۔

"عمران میں بے غیرت نہیں ہوں میرے یار۔۔" وہ نرمی سے اس کا بازو کندھے سے ہٹا گیا۔ سافٹ ویئر انجینئرنگ ڈگری ہولڈر عمران کو لگا وہ آٹھویں فیل باقر اس کے منہ پر جوتا مار گیا ہے۔ شرمندگی سے سر جھکائے وہ اس کے پیچھے ہی مسجد چل دیا۔

دوسری جانب عائشہ کی الگ عدالت لگی تھی۔

"ارے تم نہانے کب گئی؟ میں تو جاگ رہی تھی کب سے میں نے تو تمہیں جاتے نہیں دیکھا۔" اس کی پھپھو بولیں۔

"ہاں اگر نماز پڑھی ہے تو کیا غسل کے بغیر پڑھی ہے؟ بال تو خشک ہیں تمہارے۔" اور پڑھی لکھی عائشہ کو لگا کہ وہ اس جہالت کو نہیں روک سکتی، بس منہ سیئے بیٹھی رہی۔

"لو بتاؤ آج کل کی نسل تو اپنی ہی کرتی ہے، نہ غسل کی اہمیت کا پتہ ہے نہ شوہر کے حقوق کا۔ اے بی بی! میرا بچہ خوش تو ہے تجھ سے؟ ایسا بھی کیا دیکھا تجھ میں کہ تجھے منہ لگانا مناسب نہ سمجھا۔" اب کی بار باقر کی نانی بولیں تو عائشہ کی آنکھیں بہنے لگیں۔

"اچھا پھپھی بس کر دے اب۔۔ چلو میں اسے تیار کرتی ہوں، کوئی چا (چائے) پانی کا بندوست کرو آپ لوگ۔" آخر کو وردہ کو ہی اس کا خیال آیا تو وہ سبھی خواتین اس کے کمرے سے نکلیں۔ عائشہ نے اپنے بہتے آنسو صاف کیے اور سکھ کا سانس لیا۔

"بس یار یہ خواتین ایسے ہی آکورڈ فیل کرواتی ہیں بندے کو۔" وردہ خود انٹر پاس تھی، صبح باقر کے رویے سے وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ روایتی مرد نہیں تھا۔

○○○○○○

دوپہر کو ان کا ولیمہ ہوا اور واپسی پر وہ واپس اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی، مہمان آہستہ آہستہ جانے لگ گئے تھے، کچھ تھے جو مقلاوہ بھی دیکھ کر جانا چاہتے تھے۔ولیمہ کی رسم ختم ہوتے ہی سب سے پہلا کام باقر نے مستری بلوا کر اوپر والا پورشن پلستر کروانے کا کیا تھا۔دونوں کمرے پلستر کروا کر اس کا ارادہ ایک کمرے میں اٹیچ باتھ روم اور باہر ایک طرف چھوٹا سا کچن بنوانے کا تھا۔۔

"دیکھو اس لڑکے کے کام۔توبہ توبہ کیا جادو کر دیا ایک رات میں لڑکی نے۔۔اتنی تیزی طراری ہم میں تو نہ تھی۔" پھپھی کے دل پر تیر چل رہے تھے۔

"ابا آپ کے وقت اور تھے جب سارا ٹبر ایک ہی واشروم استعمال کرتا تھا،آج کل کا ماحول وہ نہیں ہے۔ویسے بھی ہم دونوں اوپر زیادہ سکون سے رہیں گے۔" جبکہ باقر ماں باپ کو مطمئن کر چکا تھا۔عائشہ واپس آئی تو

مستری دیکھ کر حیران رہ گئی۔

"میں چاہتا ہوں تم آرام دہ محسوس کرو،خدا کی قسم مجھے بہت شرمندگی ہوئی تھی جب تم گھر والی ہو کر اس طرح جھجک رہی تھی۔بس میں نے اماں سے کہہ دیا ہے کہ جب بھی کوئی

مہمان آئے گا وہ نیچے ہی رہے گا اوپر نہیں آئے گا۔ یہ جگہ تمہاری ہے، یہاں جیسے مرضی گھومو پھرو۔۔"اور عائشہ ندیم کے سارے وہم و وسوسے اس دن دور ہو گئے تھے۔ وہ دھیرے دھیرے اس زندگی کو قبول کرنے لگی تھی۔ ہر ماہ باقر کے لائے گئے رسالے پر اب وہ نقش و نگار بنا کر عائشہ ندیم لکھنے کی بجائے عائشہ باقر لکھتی تھی اور ساتھ سرخ پنسل سے ایک دل بناتی تھی۔ زمینوں کے حساب سے لے کر بکریوں اور بھینسوں کے دودھ کا سارا حساب باقر کے پاس تھا۔ ہر مہینے وہ اسے دس ہزار دیتا تھا۔

"اس کا میں کیا کروں گی؟" وہ پہلی دفعہ ان پیسوں کے ملنے پر جھجک کر بولی، جبکہ دل الگ خوش ہو رہا تھا۔

"کیا مطلب کیا کرو گی؟ بھئی تمہاری جیب خرچی ہے، یہ بوا کے بچے ہوتے ہیں ان سے جو دل کرے منگوا کر کھالیا کرو، میں تو سارا دن گھر سے باہر ہی رہتا ہوں۔" وہ پڑوسن کے بچوں کا حوالہ دیتا بولا۔

"لیکن پھر بھی یہ زیادہ ہیں۔" وہ ابھی بھی ہچکچا رہی تھی۔

"چلو تم بھی باقی عورتوں کی طرح کمیٹی ڈال لو پھر۔" وہ ہنس کر بولا

"تم پڑھی لکھی ہو عائشہ اور میں ان پڑھ۔ میں کسی صورت تمہارے قابل نہیں، مگر پھر بھی اللہ نے تمہیں میری جھولی میں ڈال دیا۔ مجھے لگتا ہے میں خدا کی اس نعمت کا شکر ادا کروں بھی تو نہیں کر سکتا۔" وہ اکثر اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ جاتا اور اس کے ہاتھوں کو تھام کر یہ الفاظ کہتا۔ وہ نہیں جانتا تھا مگر عائشہ کے دل میں کر دفعہ یہ الفاظ سننے کے بعد باقر کی محبت مزید مضبوطی سے پنجے گاڑ لیتی تھی۔

oooooo

اس کی طبیعت خراب تھی اور ہسپتال جانے پر پتہ چلا کہ جنت عنقریب اس کے قدموں میں آنے والی ہے۔ باقر کی خوشی کا تو کوئی ٹھکانہ ہی نہ تھا۔ شہر آتے ہوئے وہ آدھے گھنٹے میں شہر پہنچے تھے اور اب انہیں ایک گھنٹہ ہو گیا تھا مگر ابھی بھی آدھا سفر باقی تھا۔

"باقر تیز چلا لیں، سائیکل والا بھی آپ کو پیچھے چھوڑ رہا ہے۔" عائشہ اس کا کندھا ہلا کر بولی۔

"یار یہ راستہ بڑا ٹیڑھا میڑھا ہے، کہیں کوئی جھٹکا نہ لگ جائے۔" وہ احتیاط سے موٹر سائیکل چلاتا بولا۔ گاؤں کے نکڑ پر حلوائی کی دکان سے دو کلو جلیبیاں لے کر وہ خراماں خراماں گھر آیا تھا۔

اور پھر اس نے عائشہ کو صحیح معنوں میں ہاتھ کا چھالا بنالیا تھا، شہر سے زچگی کے متعلق ہدایات کی جتنی کتابیں تھیں وہ شاید ساری ہی لے آیا تھا، اس کی اردو بھی کمزور تھی کجا کے ان کتابوں میں موجود انگلش کے الفاظ سمجھ پاتا، مگر پھر وہ وہ کتابیں آنکھوں سے لگائے وہ گویا سمجھنے کی کوشش کرتا جب نہ سمجھ آتی تو پھر عائشہ کے پاس آجاتا۔ان نو مہینوں میں پہلی دفعہ اس نے اتنا فون استعمال کیا تھا۔اس کی یوٹیوب پلے لسٹ پر پریگنینسی کے متعلق ہدایات والی ویڈیوز سے بھری رہتی تھی۔ کبھی وہ حاملہ خواتین کے لئے کیا بہتر خوراک ہے والی ویڈیوز دیکھتا، کبھی ہاتھوں پیروں کے مساج کی۔اس کی دوائیوں کے اوقات کا اس نے الارم سیٹ کیا تھا۔

"عاشی اتنے بال کیوں اترنے لگے بھلا تمہارے؟"ایک روز وہ اس کے بال بنا رہا تھا تو بالوں کے گھچے کو دیکھتا پریشان سا بولا۔

"پریگننسی میں یہ عام بات ہے۔"وہ ہنستے ہوئے بولی، اس کی اتنی فکر پر وہ یونہی نازاں ہوتی تھی۔اسی رات تقریباً آدھی رات کو اس کی آنکھ کھلی تو وہ صوفے پر بیٹھا موبائل کانوں کے قریب کئے کچھ سن رہا تھا۔وہ حیرت سے اٹھ بیٹھی۔

"کیا ہوا؟ کہیں درد تو نہیں ہو رہا؟" اسے بیٹھتے دیکھ وہ اس کے پاس چلا آیا۔

"نہیں بس یونہی آنکھ کھل گئی، آپ کیا کر رہے ہیں؟" وہ موبائل کی طرف اشارہ کرتی بولی۔

"یار بالوں کے لیے کوئی ٹوٹکا دیکھ رہا ہوں، کافی ملے ہیں صبح بناؤں گا۔۔اور تم اپنی خوراک بھی ٹھیک کرو۔" وہ موبائل سائیڈ پر رکھتا بولا، عائشہ کی آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے۔ بھلا ایسی محبت کہاں دیکھی تھی اس نے۔

اگلے ہی دن وہ کوئی دس قسم کے تیل مکس کر کے بیٹھا تھا، اور اب وہ باقاعدگی سے اس کے سر میں مالش بھی کرتا تھا۔

ایک دن اس کے سوجھے پیر دیکھ کر گرم پانی ٹب میں بھر لایا۔

"اُفف اللہ! یہ کیا کر رہے ہیں آپ باقر؟" وہ انتہائی شرمندگی سے بولی، جبکہ پھپھو بھی ان دنوں آئی ہوئی تھیں۔

"تم اتنی تکلیفیں جھیل کر مجھے میری اولاد دے رہی ہو عائشہ! کیا میں اتنا بھی نہیں کر سکتا۔" وہ نرمی سے اسے ٹوک گیا اور شلوار کے پائنچے اوپر کر کے اس کے قدموں میں بیٹھ گیا، پھپھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

توتوبہ توبہ کرنے لگی بس پھر کیا تھا خاندان کے بچے بچے کے منہ پر ایک ہی لفظ تھا: "باقر بھائی زن مرید ہے، باقر بھائی بیوی کے نیچے لگا ہے۔" اور وہ بس ہنس کر ٹال دیتا۔

جیسے جیسے وقت قریب آرہا تھا عائشہ سے زیادہ وہ بوکھلاہٹ کا شکار تھا، اکثر رات کو وہ اٹھ جاتی تو اس کی زبان پر ایک ہی بات ہوتی تھی۔

"گاڑی نکالوں؟ زیادہ تکلیف ہے؟" بیگ تو اس نے ساتویں مہینے میں ہی تیار کر لیا تھا، جبکہ ایک سیکنڈ ہینڈ گاڑی بھی کچھ دن پہلے خریدی تھی۔

"کملا (پاگل) ہو گیا ہے تیرا پتر (بیٹا) رشیدہ۔" اس کی تائی کو اکثر خاندان کی عورتیں یہ کہتی تھیں، مگر وہ ہنس کر ٹال دیتیں۔ کہیں نہ کہیں اپنے بیٹے کو بہو کو خیال رکھتے دیکھ ان کے اندر کی عورت کو سکون مل رہا تھا۔

○○○○○○

بالآخر وہ وقت بھی آ ہی گیا، اس کی طبیعت خراب ہونے پر وہ اسے لے کر شہر آیا تھا۔ ڈاکٹر نے کچھ ہی دیر میں آپریشن کا کہا تھا اور محمد باقر کی بوکھلاہٹ دیکھنے والی تھی۔ ابھی اسے آپریشن کے لئے لے کر نہیں گئے تھے جبکہ وہ اس کے کمرے میں جانے والی ہر نرس کو

روک کر بس یہی بات کہتا: "اسے تکلیف تو نہیں ہو رہی؟ کیسی ہے وہ؟ مجھے یاد تو نہیں کر رہی؟" اور نرسیں اسے گھور کر گزر جاتیں۔ بھلا ایسے مرد کہاں ہوتے ہیں۔ جب اسے آپریشن تھیٹر میں لے کر گئے اس وقت وہ بے ہوش تھی، اور محمد باقر تین دفعہ مغرب کی نماز ادا کر چکا تھا۔ وہیں کاریڈور میں جائے نماز بچھائے وہ پیچھے مڑ کر ایک نظر آپریشن تھیٹر کے دروازے کو دیکھتا اور پھر نیت باندھ لیتا۔ اس کے ہاتھ کپکپا رہے تھے۔ دل یوں دھڑک رہا تھا گویا ابھی سینہ پھاڑ کر باہر آ گرے گا۔ ادھر اس نے سلام پھیرا اور اُدھر آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا، وہ جائے نماز سمیٹتا دھڑکتے دل سے ایک سوالی کی طرح دروازے کے پاس رک گیا۔

"سسٹر میری بیوی کیسی ہے؟ وہ ٹھیک ہے؟" باہر آتی نرس نے گھور کر اسے دیکھا جو اولاد کے بارے میں پوچھنے کی بجائے بیوی کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے آپ کی بیوی اور بیٹی ہوئی ہے۔" وہ چڑ کر بولی، ابھی تو بچے کی دادی سے اس نے ڈیل ڈن کی تھی کہ اگر پوتا ہوا تو وہ دس ہزار لے گی۔

"اللہ تیرا شکر۔۔" وہ فرطِ جذبات سے چہرے پر ہاتھ پھیر گیا جبکہ نرس اسے گھور کر آگے بڑھ گئی۔ بچی انہیں تھما دی گئی تھی۔ محمد باقر نے کانپتے ہاتھوں سے اسے تھاما اور روتے ہوئے

اس کے کانوں میں اذان دی۔ یہ احساسات، یہ لمحات بہت خاص تھے، انمول تھے، انوکھے تھے۔ عائشہ ابھی تک بے ہوش تھی۔ جبکہ ہسپتال میں ایسا کوئی شخص نہیں تھا جسے محمد باقر نے مٹھائی نہ کھلائی ہو۔

"اللہ نے رحمت بھیجی ہے، اس کے اچھے نصیبوں کی دعا کریں۔" وہ یہ کہتا مٹھائی کا ڈبہ ان کے آگے کر دیتا۔ نرسوں کو الگ پارٹی دی اس نے۔ اگلے دن جا کر عائشہ کو ہوش آیا تو وہ سب سے پہلے اندر پہنچا اور بس پھر کیا تھا اس کا ہاتھ تھامے وہ بس یہی پوچھتا جا رہا تھا: "کہیں تکلیف تو نہیں ہے نا؟ تکلیف ہے تو بتاؤ مجھے۔" اور عائشہ کو لگ رہا تھا کہ اس کے ہر زخم پر محمد باقر کے وہ الفاظ مرہم رکھ رہے تھے۔ عائشہ کی ماں کو باقی ماؤں کی طرح داماد سے نظر بچا کر بیٹی سے یہ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی کہ: "خیال تو رکھتا ہے نا تمہارا؟"

"عاشی بیگم آج سے بھوری آپ کی ہوئی، اور اس کی بیٹی ہماری بیٹی کی۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر اپنی سب سے زیادہ صحت مند اور زیادہ دودھ دینے والی بھینس اس کے نام کر گیا تھا۔

اس کی ساس اور ماں ہسپتال میں ہی تھیں، جب وہ گھر سے کھانا بنوا کر لایا تھا۔

"تم روٹی نہ کھاؤ، یہ یخنی پیو، نرم غذا کھاؤ اور گرم پانی پیو۔" اب تک دیکھی گئی ان گنت ویڈیوز سے وہ جتنی معلومات حاصل کر چکا تھا ساری استعمال کر رہا تھا۔

"عائشہ پُتر! تجھے ساس اور ماں کی ضرورت نہیں، تیرا شوہر آپ ہی بہتیرا سیانا (سمجھ دار) ہے۔" اس کی ساس بیٹے کی حالت دیکھ کر ہنس کر بولیں۔

ہسپتال کے اس کمرے میں اپنی بیوی کے سرہانے بیٹھے اور آٹھویں فیل مرد کو دیکھ کر عائشہ کو اندازہ ہوا تھا کہ انسان کے سمجھدار، حساس، اور عزت دار ہونے کا تعلق ڈگریوں سے نہیں ہوتا، کتنے ہی ڈگری ہولڈر مرد و خواتین ہیں جن میں بنیادی اخلاقیات کا فقدان ہوتا ہے، کتنے ہی ڈگری ہولڈر میاں بیوی ہیں جو اپنے شریکِ حیات کو عزت نہیں دیتے، اس کا احساس نہیں کرتے۔ وہ جان گئی تھی کہ ایک کم پڑھا لکھا، غریب اور قدر کرنے والا شوہر ایک ڈگری ہولڈر امیر بے قدرے شوہر سے بہت بہتر ہے۔

"تم سو جاؤ آرام سے میں جاگ رہا ہوں۔" محمد باقر کے کہنے پر وہ واقع پر سکون ہو کر سو گئی، ایسا شریکِ حیات واقعی خدا کی نعمت ہوتا ہے جس کی موجودگی میں آپ بے فکر ہو کر سو جائیں۔ جو آپ کی زمہ داری کو اپنا سمجھے۔

Clubb a Quality Content

کیونکہ شریکِ حیات وہی ہوتا ہے جو شریکِ غم بھی ہو اور خوشیوں کی وجہ بھی۔

<<<ختم شد>>>

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

کچھ اس کہانی کے بارے میں:

15 نومبر کی رات 8 بجے مجھے اچانک اس کہانی کو لکھنے کا خیال آیا، کیوں اور کیسے یہ میں بھی نہیں جانتی۔ میں جو پچھلے چند ماہ سے کچھ بھی نہیں لکھ پا رہی تھی، اس کہانی کو چند گھنٹوں میں لکھ لیا۔ عین رات کے 12 بجے میں اس کو ختم کر چکی تھی اور اس وقت 12:25 ہو رہے ہیں جب میں یہ الفاظ لکھ رہی ہوں۔

ملکہ بساط پڑھنے کے بعد سب کو یہی لگنے لگا ہے کہ میں تو بس مردوں کی بری سائیڈ ہی دکھاتی ہوں، جی نہیں میں دونوں سائیڈ دکھاتی ہوں، ہاں فوکس زیادہ ایک سائیڈ پر ہوتا ہے جبکہ دوسری سائیڈ مخفی ہوتی ہے۔

جیسے کہ اس کہانی میں ہے، میں نے زیادہ فوکس محمد باقر نامی کردار پر کیا جو کہ ایک مثبت کردار ہے لیکن مخفی طور پر اس کہانی میں برے مرد بھی موجود ہیں۔ اسی طرح ملکہ بساط میں میں نے فوکس برے مردوں پر کیا تھا لیکن مخفی طور پر اچھے مرد بھی موجود تھے۔

خیر اپنی رائے کا اظہار لازمی کریئے گا۔

از: لائبہ سید

My Instagram account:

@laibasyedofficial

انسٹا گرام کا لنک

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP: